Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 3 (3) July-Sept, 2017 pp:106-135
ISSN 2520-7121 (Online), ISSN 2520-7113 (Print)
www.gjmsweb.com, editor@gjmsweb.com

اسلام میں ازدواجی زندگی کے فوائد کا ’’بہشتی زیور‘‘اور ’’بہار شریعت‘‘ کی روشنی میں جائزہ

مصباح تحسین[1] پروفیسرڈاکٹر عبدالغفور اعوان[2]

***ABSTRACT*-**Islam is a complete code of life as it deals with all aspects of human life. It has fully explained the importance of marriage, its social, psychological and economic benefits. In Islam, family life is a complete system, comprising marriage contract, conditions of divorce, Khula (Voluntary separation between husband and wife), etc. Marriage system is the foundation of a pure society. This system has been developed to prevent social chaos, unrest and mutual conflicts. In this research paper, we have analyzed the benefits of family life in the context of *Bahashti Zewar* and *Bahar-e-Shariat*. These books have highlighted the benefits of family life and purification of society from evil activities. We do hope that our study will be useful for those having interest to study the importance of family life in Islam.

Key words: Family life, marriage contract, Khula, divorce. Benefits of wedding.

Type of study: **Original Research Article**
Paper received: 10.04.2017
Paper accepted: 29.05.2017
Online published: 01.07.2017

1. Research Scholar, M. Phil Islamic Studies, Department of Islamic Studies, Institute of Southern Punjab, Multan-Pakistan. ctsc42dte2@gmail.com.
2. Dean, Faculty of Management, Social Sciences and Humanities, Institute of Southern Punjab,Multan.ghafoor70@yahoo.com. Cell #923136015051

اسلام میں ازدواجی زندگی کی اہمیت:

اسلام نے ادارۂ ازدواج کی تنظیم اور اس کی حفاظت کے لئے مفصل نظام دیا ہے جس میں اخلاقی اور قانونی اصولوں کو غیر مبہم انداز میں بیان کیا ہے۔ مرد اور عورت کے تعلق کو معاشرتی قدر کے طور پر قانونی اور اخلاقی تحفظ دیا۔ اس رشتے کو معاشرے میں قبولیت کا درجہ دینے کے لئے نکاح کی صورت دی جو ایک علانیہ معاہدہ ہے جسے قانونی و اخلاقی قبولیت حاصل ہے اور معاشرے نے اسے اسی طرح قبول کیا ہے۔ پھر اس تعلق کو قائم رکھنے کے آداب بتائے اور غیر ذمہ دارانہ اظہارات کے خطرات سے آگاہ کیا۔ قانونی اور اخلاقی طور پر اس تعلق کو مستحکم رکھنے کے لئے غیر ضروری جذباتیت سے منع فرمایا۔ پھر اگر یہ تعلق بوجھ بن جائے اور فریقین اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کے قابل نہ ہوں تو علیحدگی کے قانونی ضابطے اور اخلاقی اصول متعین کیے۔ اگر خاوند علیحدگی چاہے تو طلاق دے سکتا ہے اور عورت چاہے تو خلع کا اقدام کر سکتی ہے۔ دونوں صورتوں میں معاشرتی شائستگی کو قائم رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

قرآن مجید نے معاشرتی پاکیزگی کے لئے عفت و عصمت کو بنیادی اہمیت دی اور مرد و عورت کے جنسی تعلق کو اخلاقی اور قانونی حد ود سے منضبط کیا ہے۔ نکاح کہ اہمیت، مردو عورت کی باہمی وابستگی معاشرے کی صحت مند نشو و نما کی بنیاد فراہم کرتی ہے۔ قرآن نے اس تعلق کے حسن اور اس کی تاثیر کو واضح کیا ہے اور رسول اللہﷺ نے اس کی توضیح میں شاندار ارشاد فرمائے ہیں۔ ناگزیر صورتحال میں اس تعلق کو ختم کرنے کی اجازت دی ہے اس کے لئے قرآن و سنت نے ضوابط طے کیے ہیں اس طرح خلع، ایلاء، ظہار اور لعان وغیرہ کے بارے میں تفصیلی احکام موجود ہیں۔ مرد و عورت کے تعلق کو منضبط کرنے اور جنسی رابطہ کو پاکیزہ رکھنے کا جو احکام دیئے ہیں ان کا مقصد خاندان کے ادارے کو مستحکم کرنا اور مسلم معاشرے کو مضبوط اور پاکیزہ رکھنا ہے۔ مسلم فقہاء نے اس دائرے میں شاندار بحثیں کی ہیں۔مسلم فقہاء کی بحثوں اور مسائل کی تخریج کو علماء کرام نے سادہ الفاظ میں بیان کر نے کی انفرادی کو ششیں کی ہیں۔بر صغیر میں ان انفرادی کو ششیں کر نے والوں میں مولا نا اشرف علی تھانویؒ اور مو لا نا امجد علیؒ کے نا م قابلِ ذکر ہیں ۔مولا نا اشرف علی تھانویؒ نے ''بہشتی زیور'' میں احکاماتِ شریعہ

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 3 (3) July-Sept, 2017 pp:106-135
ISSN 2520-7121 (Online), ISSN 2520-7113 (Print)
www.gjmsweb.com, editor@gjmsweb.com

کو عوام الناس کے لئے با لعموم اور خواتین کے لئے با لخصوص عام فہم انداز میں پیش کیااور مو لا نا امجد علیؒ نے ''بہارِ شریعت'' میں ایک خاص انداز اور ترتیب سے مسائلِ شریعہ کو عوام الناس کی سہولت کے لئے پیش کیا۔دونوں مصنفین کی کاوشیں قابلِ تحسین ہیں۔

مولا نا اشرف علی تھانویؒ نے عورتوں کی تعلیم و تر بیت کے لئے'' بہشتی زیور'' کے دس حصے لکھے تا کہ ان کے مطا لعے کے بعدعورت آسانی سے مرد کی افضلیت کو تسلیم کرے اور اپنی حیثیت،ذمہ داری اور وفاداری پر نہ صرف قانع ہو بلکہ اسے باعثِ فخر سمجھے۔اس کتاب میں عورت کو اچھی بیٹی،بہو،بیوی اور ماں بننے کی ساری تر کیبیں اور گُر بتا ئے گئے ہیں۔مذہبی مسا ئل سے لے کر کھا نا پکا نے اور امورِ خا نہ داری کے تما م طریقوں کی تفصیل ہے۔مو لا نا نے ایک بہترین عورت کا جو تصور ''بہشتی زیور '' میں پیش کیا ہے۔ازدواجی زندگی کے حوالے سے بیان کرتے ہوئے مولا نا اشرف علی تھانویؒ بیوی کا مقصدِ حیات شو ہر کی خوشی کو قرار دیتے ہیں۔

اس سلسلہ میں انہوں نے عورت کے مکمل ہدایات پیش کی ہیں مثلاًً شوہر کا خیال دل میں لئے رہو،اس کی آنکھ کے اشارے پر چلو،اگر وہ حکم کرے کہ ساری رات ہاتھ باندھے کھڑی رہو تو اس حکم کی بھی تعمیل کرو کیونکہ اس میں عورت کی بھلا ئی ہے ،اگر وہ دن کو رات بتا ئے تو عورت بھی دن کو رات کہنے لگے۔شو ہر کو کبھی بھی بُرا بھلا نہیں کہنا چاہیئے،کیو نکہ اس دنیا ما نگنا چا ہیئے اور نہ ہی اس اورآخرت دونوں خراب ہو تی ہیں ۔شو ہر سے زائد خرچ کبھی نہیں سے کو ئی فرما ئش کر نی چا ہیئے۔اگر عورت کی کو ئی خواہش پوری نہ ہو تو خاموش رہنا چا ہیئے اور اس بارے میں کسی سے ایک لفظ بھی نہ کہے،کبھی کسی بات پر ضد نہیں کر نی چا ہیئے۔اگر شو ہر سے کو ئی تکلیف ہو بھی تو اس پر خوشی ظا ہر کرنی چا ہیئے۔اگر شوہر کبھی کو ئی چیز لا دے وہ اسے پسند آئے نہ آئے لیکن اس پر خوشی کا اظہار کر نا چا ہیئے۔اگر شو ہر کو غصہ آجا ئے تو ایسی بات نہیں کر نی چاہیئے کہ اور غصہ آئے،اس کے مزاج کو دیکھ کر بات کرنی چا ہیئے۔اگر وہ ہنسی اور دل لگی چاہتا ہے تو اسے خوش کرنے کی با تیں کرو۔اگر وہ ناراض ہو تو عذر و معذرت کرکے اسے راضی کرو۔شو ہر کو کبھی اپنے برابر کا مت سمجھواور اس سے کسی قسم کی خدمت مت لو،اگر وہ کبھی سر دبانے لگ جا ئے تو ایسا مت کرنے دو۔اٹھتے

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 3 (3) July-Sept, 2017 pp:106-135
ISSN 2520-7121 (Online), ISSN 2520-7113 (Print)
www.gjmsweb.com, editor@gjmsweb.com

بیٹھتے،بات چیت غرض کہ ہر بات میں ادب اور تمیزکا خیال انتہا ئی ضروری ہے۔اگر شوہر پر دیس سے آئے تو اس کا مزاج پوچھنا چا ہیئے اس کے ہاتھ پاؤں دبانا چا ہیئیں اور فوراً اس کے لئے کھانے کا انتظام کر نا چا ہیئے۔اگر گرمی کا موسم ہو تو پنکھا لے کر اس پر جھلنا چا ہیئے ۔ مولانا یہ ہدایت دیتے ہیں کہ بیوی کو یہ حق نہیں کہ میاں سے تنخواہ کا حساب کتاب پو چھے اور کہے کہ تنخواہ تو بہت ہے ،اتنی کیوں لاتے ہو یا بہت خرچ کر ڈالا اور کس ثیز میں اتنا پیسہ اٹھایا وغیرہ۔اسی طرح مزید گُر بتاتے ہوئے مولانا صاحب لکھتے ہیں کہ شو ہر کی ہر چیز سلیقے سے رکھو ،رہنے کا کمرہ،بستر،تکیہ اور دوسری چیزیں صاف ستھری ہونی چا ہئیں۔اگر شو ہر کسی دوسری عورت سے ملتا ہے تو اسے تنہائی میں سمجھا ؤ پھر بھی باز نہ آئے تو صبر کر کے بیٹھ جا ؤ لو گوں کے سامنے اس کا ذکر کر کے اسے رسوا مت کرو۔اس ضمن میں مو لا نا کہتے ہیں کہ مردوں کو خدا نے شیر بنا یا ہے ،دباؤ اور زبردستی سے ہر گز زیر نہیں ہو سکتے،ان کو زیر کرنے کی آسان تر کیب خوشامد اور تا بعداری ہے۔المختصر مولانا اشرف علی تھانویؒ نے بہتر ازدواجی زندگی کو قائم اور سدا بہار رکھنے کے ہر وہ گُر اور تر کیب بتا ئی ہے جو نہا نیت حساس نوعیت کی باتیں ہیں۔انہی باتوں کا خیال رکھ کر عورت اپنی ازدواجی زندگی کو خوشگوار بنا سکتی ہے اور اس طر ح معاشرہ با لخصوص خاندان مثبت معا شرتی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

ازدواجی زندگی کا مفہوم:

ازدواجی زندگی سے مراد خاندانی زندگی ہے۔ اسلام میں گھریلو زندگی کا تصور کنبہ اور خاندان سے وابستہ ہے جو عام طور پر میاں بیوی اور اولاد سے تشکیل پاتا ہے اور انسان پیدائش سے موت تک اپنی پوری زندگی خاندان یا کنبے میں ہی گزارتا ہے۔ افراد سے خاندان وجود میں آتا ہے، خاندان کے افراد مختلف رشتوں کی بناء پر ایک دوسرے سے منسلک ہوتے ہیں۔ خاندانی نظام کے قیام کے لئے اسلام نے جو حل تجویز کیا ہے وہ یہ ہے کہ مرد و عورت کو قانوناً ملا کردیا جائے تاکہ ذمہ داری کا احساس پروان چڑھ سکے۔ اسلام نے اس بندھن کو دعقد و نکاح سے موسوم کیا ہے۔ اس بندھن سے مرد و عورت کو جو تعلق وجود میں آتا ہے وہ انسانی تمدن کا سنگِ بنیاد ہے اور اسی کا نام ہی ازدواجی زندگی ہے۔

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 3 (3) July-Sept, 2017 pp:106-135
ISSN 2520-7121 (Online), ISSN 2520-7113 (Print)
www.gjmsweb.com, editor@gjmsweb.com

اسلام میں ازدواجی زندگی کا دائرہ کار:

اسلام کا دائرۂ ازدواج ایک مرتب نظام ہے۔ اس میں نکاح، طلاق، خلع، ایلاء، ظہار اور لعان وغیرہ شامل ہیں۔ اس کی ہر ایک شق انسانی مزاج اور اس کی فلاح کے عین مطابق ہے۔ یہ ادارہ ازدواج انسانی اجتماعیت کی بنیاد ہے۔ اگر اس کی تنظیم صحیح طریق پر ہو تو یوں سمجھئے کہ کوئی معاشرتی فساد رونما نہیں ہوگا اور اگر اس کی تنظیم میں خرابی ہے تو اس کے اثرات پورے معاشرے پر مرتب ہوں گے۔ اسلام نے ادارۂ ازدواج کی تنظیم اور اس کی حفاظت کے لئے مفصل نظام دیا ہے جس میں اخلاقی اور قانونی اصولوں کو غیر مبہم انداز میں بیان کیا ہے۔ مرد اور عورت کے تعلق کو معاشرتی قدر کے طور پر قانونی اور اخلاقی تحفظ دیا۔ اس رشتے کو معاشرے میں قبولیت کا درجہ دینے کے لئے نکاح کی صورت دی جو ایک علانیہ معاہدہ ہے جسے قانونی و اخلاقی قبولیت حاصل ہے اور معاشرے نے اسے اسی طرح قبول کیا ہے۔ پھر اس تعلق کو قائم رکھنے کے آداب بتائے اور غیر ذمہ دارانہ اظہارات کے خطرات سے آگاہ کیا۔

قانونی اور اخلاقی طور پر اس تعلق کو مستحکم رکھنے کے لئے غیر ضروری جذباتیت سے منع فرمایا۔ پھر اگر یہ تعلق بوجھ بن جائے اور فریقین اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کے قابل نہ ہوں تو علیحدگی کے قانونی ضابطے اور اخلاقی اصول متعین کیے۔ اگر خاوند علیحدگی چاہے تو طلاق دے سکتا ہے اور عورت چاہے تو خلع کا اقدام کر سکتی ہے۔ دونوں صورتوں میں معاشرتی شائستگی کو قائم رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ قرآن مجید نے معاشرتی پاکیزگی کے لئے عفت و عصمت کو بنیادی اہمیت دی اور مرد و عورت کے جنسی تعلق کو اخلاقی اور قانونی حد ود سے منضبط کیا ہے۔ نکاح کہ اہمیت، مردو عورت کی باہمی وابستگی معاشرے کی صحت مند نشو و نما کی بنیاد فراہم کرتی ہے۔ قرآن نے اس تعلق کے حسن اور اس کی تاثیر کو واضح کیا ہے اور رسول اللہﷺ نے اس کی توضیح میں شاندار ارشاد فرمائے ہیں۔ ناگزیر صورتحال میں اس تعلق کو ختم کرنے کی اجازت دی ہے اس کے لئے قرآن و سنت نے ضوابط طے کیے ہیں اس طرح خلع، ایلاء، ظہار اور لعان وغیرہ کے بارے میں تفصیلی احکام موجود ہیں۔ مرد و عورت کے تعلق کو منضبط کرنے اور جنسی رابطہ

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 3 (3) July-Sept, 2017 pp:106-135
ISSN 2520-7121 (Online), ISSN 2520-7113 (Print)
www.gjmsweb.com, editor@gjmsweb.com

کو پاکیزہ رکھنے کا جو احکام دیئے ہیں ان کا مقصد خاندان کے ادارے کو مستحکم کرنا اور مسلم معاشرے کو مضبوط اور پاکیزہ رکھنا ہے۔

نکاح کا تعارف:

خاندان کے اجزائے ترکیبی میں ایک مرد ، ایک عورت اور ان کے بچے شامل ہیں اور خاندان کی بقا کے لیے مرد و عورت کا باہمی تعلق ضروری ہے۔ اس تعلق کے لیے تقریباً تمام مذاہب نے مرد و زن کے درمیان شادی کے بندھن یعنی نکاح کو لازمی قرار دیا ہے۔ ازدواجی تعلق کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے ابو ریحان البیرونی لکھتے ہیں۔

"کوئی قوم ازدواج کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی۔ اس سے شہوانیت، جس کو ہر مہذب ذہن برا سمجھتا ہے بے لگام ہونے سے رک جاتی ہے اور ان وجوہات کا انسداد ہو جاتا ہے جو حیوانات کو ایسا مشتعل کر دیتے ہیں جن سے ان کو نقصان پہنچتا ہے۔ اگر آپ ان جانوروں پر غور کریں جو جوڑے کی شکل میں رہتے ہیں اور دیکھیں کہ اس جوڑے کا ہر فرد کس طرح دوسرے کی مدد کرتا ہے۔ اور جوڑا بن کر رہنے کی وجہ سے کہ کس طرح دوسرے جانورں کی شہوت سے محفوظ رہتے ہیں تو آپ بلا تامل یہ کہہ اُٹھیں گے کہ ازدواج ایک ضروری ادارہ ہے اور زنا ایک شرمناک عمل ہے جو انسان کو جانوروں کی سطح سے بھی نیچے گرا دیتا ہے حالانکہ حیوانات کا درجہ انسان سے بہت نیچے ہے۔'' (۱)

تاریخ سے پتا چلتا ہے کہ نکاح یا شادی بیاہ کا یہ ازدواجی تعلق اتنا ہی قدیم ہے جتنا انسان قدیم ہے۔ نسل انسانی کا پہلا شخص بھی ازدوجی تعلق سے سرشار تھا۔ شادی بیاہ کا یہ تعلق تقریباً دنیا کی تمام تہذیبوں میں کسی نہ کسی صورت میں پایا جاتا ہے۔ مرد وعورت کا یہ رشتہ حضرت آدم اور حضرت حوا علیہ السلام کے ملاپ سے شروع ہوا اور ہر زمانے و تہذیب میں مختلف طریقوں سے رائج رہا ۔

بقول سید ابوالاعلیٰ مودودی :

نکاح انسانی تمدن میں سب سے مقدم اور اہم مسئلہ ہے اور آج تک کے حکماء و عقلاء پریشان و '' سرگرداں رہتے ہیں کہ اجتماعی زندگی میں عورت و مرد کا تعلق کس طرح قائم کیا جائے کیونکہ

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 3 (3) July-Sept, 2017 pp:106-135
ISSN 2520-7121 (Online), ISSN 2520-7113 (Print)
www.gjmsweb.com, editor@gjmsweb.com

یہی تعلق دراصل تمدن کا سنگ بنیاد ہے اور تکمیلِ انسانیت کے لیے شادی کی ضرورت ہر قوم اور ہر زمانہ میں اہم رہی ہے۔ '' (۲)

نکاح کی ضرور ت و اہمیت:

اسلام میں نکاح کی بڑی اہمیت ہے۔ اسلام نے نکاح کے تعلق سے جو فکرِ اعتدال اور نظریہء توازن پیش کیا ہے وہ نہایت جامع اور بے نظیر ہے۔ اسلام کی نظر میں نکاح محض انسانی خواہشات کی تکمیل اور فطری جذبات کی تسکین کا نام نہیں ہے۔ انسان کی جس طرح بہت ساری فطری ضروریات ہیں۔ اسی طرح نکاح بھی انسان کی ایک اہم فطری ضرورت ہے۔ اس لیے اسلام میں انسان کو اپنی اس فطری ضرورت کو جائزاور مہذب طریقے کے ساتھ پوراکرنے کی اجازت ہے اوراسلام نے نکاح انسانی بقاء وتحفظ کے لیے ضروری بتایا ہے اسلام نے تو نکاح کو احساسِ بندگی اور شعورِ زندگی کے لیے عبادت سے تعبیر فرمایا ہے۔ آنحضرت ﷺنے نکاح کو اپنی سنت قرار دیا ہے۔

ارشاد نبویﷺ ہے:

النکاح من سنّتی

ترجمہ :''نکاح کرنا میری سنت ہے۔'' (۳)

آنحضرت ﷺ نے نکاح کوآدھا ایمان بھی قرار دیا ہے

اِذَا تَزَوَّجَ الْعَبْدُ اِسْتَکْمَلَ نِصْفَ الدِّیْنِ فَلْیَتَّقِ فِیْ النِّصْفِ الْبَاقِیْ

ترجمہ:'' جو کوئی نکاح کرتاہے تو وہ آدھا ایمان مکمل کرلیتاہے اور باقی آدھے دین میں اللہ سے ڈرتا رہے''۔ (۴)

نکاح انبیاء کرام کی بھی سنت ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلاً مِّنْ قَبْلِکَ وَجَعَلْنَا لَہُمْ اَزْوَاجًا وَّ ذُرِّیَّۃً ۔(۵

ترجمہ:''(اے محمد ﷺ)ہم نے آپ سے پہلے یقیناًرسول بھیجے اورانہیں بیویوں اور اولاد سے بھی نوازا"

اس ارشاد ربانی سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کرام بھی صاحبِ اہل وعیال رہے ہیں۔ارشاد نبوی اس طرح ہے حضرت ابوایوب انصاری فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺنے ارشاد فرمایا:

رسولوں کی چار سنتیں ہیں:(۱) شرم و حیاکا خیال (۲)مسواک کا اہتمام (۳) عطر کا استعمال (۴) نکاح کا التزام۔ (۶)

نکاح کی اہمیت ان احادیث سے بھی واضح ہوتی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺنے فرمایا

"اے نوجوانو! تم میں سے جو نکاح کی ذمہ داریوں کو اٹھانے کی طاقت رکھتا ہے اسے نکاح کرلینا چاہئے کیونکہ نکاح نگاہ کو نیچا رکھتا ہے اور شرمگاہ کی حفاظت کرتا ہے (یعنی نظرکو بہکنے سے اور جذبات کو بے لگام ہونے سے بچاتا ہے) اور جو نکاح کی ذمہ داریوں کو اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا ہے اسے چاہئے کہ شہوت کا زور توڑنے کے لیے وقتاً فوقتاً روزے رکھے۔'' (۷)

اسی طرح ایک مرتبہ جب بعض صحابہ کرامؓ نے عبادت و ریاضت میں یکسوئی و دلچسپی کے پیشِ نظر آنحضرتﷺ سے اپنی قوت شہوت کو ختم کردینے کی خواہش ظاہر کی تو آنحضرت ﷺنے ایسا کرنے سے منع فرمایا اور شادی نہ کرنے کو زندگی سے فرار اختیار کرنا قرار دیا۔ اس لیے کہ اسلام زندگی سے فرار کی راہ کو بالکل ناپسند کرتاہے۔ چنانچہ ارشاد نبوی ﷺہے:

وَاللهِ اِنِّیْ لَاَخْشَاکُمْ لِلّٰہِ وَاَتْقَاکُمْ لَہٗ وَلٰکِنِّیْ اَصُوْمُ وَاُفْطِرُ وَاُصَلِّیْ وَاَرْقُدُ وَاَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنْ رَغِبَعَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّی۔ (۸)

ترجمہ: ''بخدا میں تم سب سے زیادہ اللہ ے ڈرنے والا ہوں اور تم سب سے زیادہ اس کی ناراضگی سے بچنے والا ہوں (لیکن میرا حال) یہ ہے کہ میں کبھی نفل روزے رکھتا ہوں اور کبھی بغیر روزوں کے رہتا ہوں راتوں میں نماز پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور شادی بھی کرتا ہوں (یہ میرا طریقہ ہے) اور جو میرے طریقے سے منہ موڑے اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں''۔

انسان کسی قدر آرام طلب واقع ہوا ہے اور فطری طور پر راحت وسکون کا محتاج ہے اوراسی طرح فطری جذبات اورانسانی خواہشات کو پورا کرنے کا مزاج رکھتا ہے۔ راحت و مسرت، سکون و اطمینان اس کی فطرت میں داخل ہیں۔ انسان کواپنے مقصد تخلیق میں کامیاب ہونے عبادت میں یکسوئی و دلچسپی پیدا کرنے بندوں کے حقوق کو اچھی طرح ادا کرنے اور اپنے متضاد جبلی اوصاف کو صحیح رخ پر لانے کے لیے نکاح انسان کے حق میں نہایت موئثر ذریعہ اور کارآمد

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 3 (3) July-Sept, 2017 pp:106-135
ISSN 2520-7121 (Online), ISSN 2520-7113 (Print)
www.gjmsweb.com, editor@gjmsweb.com

طریقہ ہے۔ اللہ نے نکاح میں انسان کے لیے بہت سے دینی ودنیاوی فائدے رکھے ہیں۔ مثلاً معاشرتی فائدے، خاندانی فائدے ،اخلاقی فائدے ،سماجی فائدے ،نفسیاتی فائدے غرضیکہ فائدوں اور خوبیوں کا دوسرا نام نکاح ہے۔انسان کو نکاح کے ذریعہ صرف جنسی سکون ہی حاصل نہیں ہوتا بلکہ قلبی سکون ذہنی اطمینان غرض کہ ہرطرح کا سکون میسر ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے

ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْہَا زَوْجَہَا لِیَسْکُنَ اِلَیْہَا (۹)

ترجمہ: ’’وہی اللہ ہے جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور پھر اسی کی جنس سے اس کا جوڑا بنادیا تاکہ وہ اس سے سکون حاصل کرے"۔

اس آیت سے عورت کی اہمیت معلوم ہوتی ہے کہ عورت مرد کے حق میں ایک انمول تحفہ ہے اورمرد کے لئے باعث سکون و اطمینان ہے لہٰذا جو مرد عورت کی قدر کرتا ہے وہ کامیاب اور پرسکون زندگی گزارتا ہے۔

سید کمال اللہ بختیارندوی لکھتے ہیں کہ

"اگر انسان نکاح سے جو انسانی فطری ضرورت ہے منہ موڑنے کی کوشش کرتا ہے تو انسان کو خطرناک نتائج کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ نکاح کے بغیر سارا نظام درہم برہم ہوجاتا ہے۔ تاریخ میں چند استثنائی صورتوں اور چند مذہبی لوگوں کے افکار کے علاوہ دنیا میں ہمیشہ تمام انسان ہر زمانے میں شادی کو اہم ضرورت تسلیم کرتے آئے ہیں تاریخ کی روشنی میں شادی سے مستثنیٰ کبھی کوئی قوم مذہب اور ملت نہیں رہے ہیں۔ہر مذہب وملت میں مقررہ مراسم اور رواجات کے بغیر تعلقات مرد وعورت برے اوراخلاق سے گرے ہوئے سمجھے گئے ہیں اگرچہ ہر مذہب وملت میں شادی کے طور طریقے رسم و رواج الگ الگ رہے ہیں بحرحال شادی کی اہمیت پر سب متفق ہیں۔‘‘ (۱۰)

ازدواجی زندگی سے گریز کرنے کے انسانی زندگی پر اثرات:

اٹھارویں صدی کے آخر میں یورپ میں صنعتی انقلاب برپا ہو تو بڑی تیز رفتاری سے کارخانے اور فیکٹریاں بننی شروع ہو گئیں۔ ان فیکڑیوں او کارخانوں میں کام کرنے کے لئے جب مردوں کی تعداد کم پڑ گئی تو مزید لیبر مہیا کرنے کے لئے سرمایہ دارنے عورت کو چادر اور چاردیواری سے نکال کر صنعتی ترقی کے لئے استعمال کرنے کا منصوبہ بنایا جس کے لئے مساوات مرد و زن،آزادی

نسوں اور حقوق نسواں خوبصورت نعرے اور فلسفے تراشے گئے۔ ناقص العقل عورت مساوات مردوزن کے دلفریب جال کو ہی اپنی بلند درجات خیال کرتے ہوئے مردوں کے دوش بدوش میدان معیشت میں کود پڑی جس کا اصل فائدہ تو سرمایہ دار ہی کو ہوا لیکن اس کا ضمنی فائدہ یہ بھی ہوا کہ پہلے جہاں صرف ایک مرد کی کمائی سے گھر کے چار یا پانچ افراد کو محض وسائل زندگی مہیا ہوتے تھے وہاں اس گھر کے دو یا تین افراد برسر روزگار ہونے سے وسائل زندگی کی دوڑ کا آغاز ہوگیا اور یوں مردوں ، عورتوں کا فیکڑیوں اور کارخانوں میں شب و روز مشینوں کی طرح کام کرنا دفاتر، فیکٹریوں اور کارخانوں میں عورتوں اور مردوں کے آزادانہ اختلاط کا ہی مقصد حیات ٹھہرا۔ دائرہ صرف وہیں تک محدود رہنا ممکن ہی نہ تھا۔ آہستہ آہستہ یہ دائرہ ہوٹلوں، ریسٹورانوں، کلبوں ، ناچ گھروں، مارکیٹوں، بازاروں سے لے کر سیاست کے اکھاڑوں ، سیر گاہوں، تفریح کے پارکوں اور کھیل کے میدانوں تک وسیع ہو گیا۔ پوری سوسائٹی میں مردوں اور عورتوں کے آزادانہ اختلاط نے شرم وحیا کی اقدار کو ایک ایک کرک پامال کردیا۔ مردوں کے دوش بدوش چلنے والی عورت میں آرائش حسن ، نمائش جسم، جلوہ نمائی، پُرکشش، دلربا اور جاذب نظر آنے کا جذبہ فزوں سے فزوں تر ہونا بالکل فطری بات تھی جس کے لئے باریک ، تنگ، بھڑکیلے، نیم عریاں لباس پہننا، نیز بناؤ سنگھار کرنا مردوں کے ساتھ نیم عریاں حالت میں سوئمنگ کرنا، عریاں تصویریں اتروانا، کلبوں ، سٹیج ڈارموں ، ناچ گھروں اور فلموں میں عریاں کردار ادا کرنا پوری سوسائٹی کا جزو حیات بن گیا جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج مغرب میں آزادی نسواں اور حقوق نسواں کے نام پر عورتوں کو سر بازار عریاں ہونا اور بن بیاہی ماں بننا، کوئی عیب کی بات نہیں رہی۔ گزشتہ دنوں ایک امریکی سکول میں دو خاتون اساتذہ نے اناٹومی کی آٹھویں جماعت میں برہنہ ہو کر پڑھانے کا انوکھا طریقہ استعمال کیا۔ دونوں خواتین اساتذہ کا استدال یہ تھا کہ اس خشک مضمون میں اس طرح طلباء و طالبات کی دلچسپی برقرار رکھی جاسکتی ہے۔ ‘‘(۱۱)

دنیا میں حقوق انسانی کے سب سے بڑے علمبردار اور امریکہ کی ریاست انڈیانا میں نیکڈسٹی کے نام سے ایک شہر آباد ہے۔جس کے باشندوں کے جسم پر زمین و آسمان نے لباس نام کی کبھی کوئی چیز نہیں دیکھی، وہاں ہر سال پوری دنیا کی مادرزاد برہنہ ہونے کی شوقین عورتوں کے ویمن نیو ورلڈ

مقابلے ہوتے ہیں۔

امریکہ کے صدر بل کلنٹن کے جنسی اسکینڈلز اب تک لوگوں کے ذہن میں ہیں۔ امریکہ کے بشپ اعظم اور دنیائے عیسائیت کے عظیم مبلغ جمی سواگرٹ نے امریکی ٹیلی ویژن میں بیوی کی موجودگی میں اپنے جنسی گناہوں کا اعتراف کیا۔ (۱۲)

اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ مغربی طرز معاشرت میں بدکاری اور فحاشی کے سامنے اخلاقی اور مذہبی اقدار بالکل غیر موثر ہو چکی ہیں ۔ عام آدمی تو کیا بڑی سے بڑی مذہبی شخصیت کا بھی اس طرز معاشرت میں پارسا رہنا ممکن نہیں رہا۔ (۱۳)

امریکی محکمہ صحت کے اعداد و شمار:

امریکہ محکمہ صحت کی طرف سے جاری کردہ مختلف مغربی ممالک کی بن بیاہی ماؤں کا چارٹ درج ذیل ہے جس میں مختلف ممالک کی شرح فیصد بتائی گئی جو منہ بولتا ثبوت ہے کہ وہاں پر نکاح کا تصور نہ ہونے کے برابر ہے۔ (۱۴)

ازدواجی زندگی کی ضرورت اور اہمیت

خاندان کا آغاز مرد اور عورت کے جنسی تعلق سے ہوتا ہے، اس لئے خاندان کی تشکیل میں اس کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ اس تعلق کے بارے میں دو نقطۂ نظر پائے جاتے ہیں۔ ایک نقطۂ نظر رہبانیت کا ہے اور دوسرا اباحیت کا۔ یہ دونوں نقطۂ نظر غیر فطری اور اعتدال سے ہٹے ہوئے ہیں۔

۱: **نظریہ رہبانیت**

رہبانیت جنسی جذبات کو دبانے اور کچلنے کی تعلیم دیتی ہے اور اسے روحانی ترقی کا ذریعہ تصور کرتی ہے، لیکن یہ انسان کی فطرت کے خلاف ہے۔ اس پر ہزاروں اور لاکھوں افراد میں شاید دو ایک ہی بہ مشکل تمام عمل کر سکتے ہیں۔ انسان کے اندر جنسی جذبات اتنی شدت کے ساتھ پائے جاتے ہیں کہ وہ اس طرح کی بندش قبول نہیں کرسکتا۔ اس کے سامنے اس جذبے کی تسکین کی صحیح اور جائز راہیں بند ہوں تو وہ غلط راستوں پر چل پڑے گا۔ رہبانیت در حقیقت انسان کے فطری تقاضوں سے فرار کی ایک صورت ہے، جسے ایک نظریہ کا نام دے دیا گیا ہے۔ اس پر کسی معاشرے کی تشکیل نہیں ہوسکتی۔

۲ :نظریۂاباحیت

دوسرے نظریہ اباحیت کا ہے۔ یہ جنسی تسکین کے لئے پوری آزادی چاہتا ہے اور کسی قید و بند کا قائل نہیں ہے۔ یہ رویہ فرد اور سماج دونوں کے لئے سکت نقصان دہ ہے۔ اس سے انسان کی جسمانی اور دماغی قوتیں بری طرح متاثر ہوتی ہیں اور مختلف امراض کا شکار ہونے اور ہلاکت کی طرف بڑھنے لگتا ہے۔ یہ معاشرے کو جنسی انتشار اور آوارگی کی طرف لے جاتا ہے۔ اس میں آدمی جنسی لذت تو حاصل کرتا ہے، لیکن اس کے نتیجے میں ہونی والی اولاد کو عورت کے سر ڈال کر الگ ہوجاتا ہے، یا دونوں ہی اس سے دامن کش ہوکر بچے کو کسی فلاح ادارے یا ریاست کے حوالے کردیتے ہیں۔ یہ ادارے بچے کی مادی ضروریات کو تو کسی حدتک پوری کرسکتے ہیں لیکن اس محبت سے خالی ہوتے ہیں جو ماں باپ کے سینوں میں موج زن ہوتی اور اولاد میں منتقل ہوتی ہے۔ اولاد کی ذمے داری سے بچنے کے لئے مغرب میں Childless Family کا رجحان عام ہوتا جا رہا ہے۔ اس کے دو نقصانات بالکل واضح ہیں۔ ایک یہ کہ آدمی کے اندر ذمہ داریوں سے گریز اور ذاتی لذت کے حصول کا مزاج پیدا ہوتا ہے اور وہ کسی بھی سماجی اور معاشرتی ذمہ داری کو قبول کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہوتا۔ دوسرے یہ کہ اگر اولاد کے بغیر زندگی گزارنے کا رجحان عام ہو تو آبادی میں لازماً کمی واقع ہوگی، معاشرہ افرادی قوت سے محروم ہوتا چلا جائے گا اور اپنی ضروریات کی تکمیل کے لئے اسے باہر کے افراد کی مدد لینی پڑے گی۔

جنسی تسکین کا جائزہ طریقہ نکاح ہے:

اسلام رہبانیت اور اباحیت دونوں کے خلاف ہے۔ جنسی جذبہ اس کے نزدیک ایک فطری جذبہ ہے اور اس کی تسکین غلط نہیں ہے، البتہ اس کا اصرار ہے کہ یہ جائز طریقے سے ہونی چاہئے۔ اس کے لئے ناجائز طریقے اختیار کرنا ممنوع اور حرام ہے۔ اسے وہ زنا قرار دیتا ہے اور اس کی سخت سزا تجویز کرتا ہے۔ وہ سماج کو زنا اور اس کی ترغیبات سے پاک دیکھنا چاہتا ہے۔ وہ اہل ایمان کی ایک خصوصیت یہ بیان کرتا ہے

ترجمہ:’’وہ جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں البتہ اپنی بیویوں اور ان عورتوں سے جو ان کی ملکیت میں ہیں،یعنی باندیوں سے (اپنی خواہش پوری کرتے ہیں) جو لوگ اس کے علاوہ کوئی

اور طریقہ تلاش کریں تو یہی حد سے بڑھنے والے ہیں۔ (۱۵)

اس آیت میں جنسی تسکین کے دو جائز طریقے بیان ہوئے ہیں۔ وہ ہیں ازواج یا باندیوں کے ذریعے جنسی تسکین حاصل کرنا۔ موجودہ دور میں عملاً باندیوں کا وجود نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص باندی رکھنا چاہے تو بھی نہیں رکھ سکتا۔ اس لئے اب ازواج ہی سے تعلق ایک جائز صورت رہ گئی ہے۔ نکاح عورت کو زوجیت میں لانے کا جائز طریقہ ہے۔ نکاح ایک عہد و پیمان ہے جو مرد اور عورت کی آزاد مرضی سے وجود میں آتا ہے۔ اس میں کسی کے ساتھ جبر اور زیادتی کا عنصر نہیں ہوتا ۔ مرد کود سے اس کا فیصلہ کرتا ہے اور عورت کی اجازت بھی اس کے لئے ضروری ہے۔ اگر کسی نابالغ یا نا سمجھ لڑکی کا نکاح ہوجائے تو بلوغ کے بعد وہ اپنی رائے اور اختیار کر سکتی ہے۔

خاندان کا تعارف

خاندان کے اجزائے ترکیبی میں ایک مرد ، ایک عورت اور ان کے بچے شامل ہیں اور خاندان کی بقا کے لیے مرد و عورت کا باہمی تعلق ضروری ہے۔ اس تعلق کے لیے تقریباً تمام مذاہب نے مرد و زن کے درمیان شادی کے بندھن یعنی نکاح کو لازمی قرار دیا ہے۔ ازدواجی تعلق کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے ابو ریحان البیرونی لکھتے ہیں۔

"کوئی قوم ازدواج کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی۔ اس سے شہوانیت، جس کو ہر مہذب ذہن برا سمجھتا ہے بے لگام ہونے سے رک جاتی ہے اور ان وجوہات کا انسداد ہو جاتا ہے جو حیوانات کو ایسا مشتعل کر دیتے ہیں جن سے ان کو نقصان پہنچتا ہے۔ اگر آپ ان جانوروں پر غور کریں جو جوڑے کی شکل میں رہتے ہیں اور دیکھیں کہ اس جوڑے کا ہر فرد کس طرح دوسرے کی مدد کرتا ہے۔ اور جوڑا بن کر رہنے کی وجہ سے کہ کس طرح دوسرے جانورں کی شہوت سے محفوظ رہتے ہیں تو آپ بلا تامل یہ کہہ اُٹھیں گے کہ ازدواج ایک ضروری ادارہ ہے اور زنا ایک شرمناک عمل ہے جو انسان کو جانوروں کی سطح سے بھی نیچے گرا دیتا ہے حالانکہ حیوانات کا درجہ انسان سے بہت نیچے ہے۔'' (۱۶)

تاریخ سے پتا چلتا ہے کہ نکاح یا شادی بیاہ کا یہ ازدواجی تعلق اتنا ہی قدیم ہے جتنا انسان قدیم ہے۔ نسل انسانی کا پہلا شخص بھی ازدوجی تعلق سے سرشار تھا۔ شادی بیاہ کا یہ تعلق تقریباً دنیا کی تمام

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 3 (3) July-Sept, 2017 pp:106-135
ISSN 2520-7121 (Online), ISSN 2520-7113 (Print)
www.gjmsweb.com, editor@gjmsweb.com

تہذیبوں میں کسی نہ کسی صورت میں پایا جاتا ہے۔ مرد وعورت کا یہ رشتہ حضرت آدم اور حضرت حوا علیہ السلام کے ملاپ سے شروع ہوا اور ہر زمانے و تہذیب میں مختلف طریقوں سے رائج رہا ۔

بقول سید ابوالاعلیٰ مودودی:

"نکاح انسانی تمدن میں سب سے مقدم اور اہم مسئلہ ہے اور آج تک کے حکماء و عقلاء پریشان و سرگرداں رہتے ہیں کہ اجتماعی زندگی میں عورت و مرد کا تعلق کس طرح قائم کیا جائے کیونکہ یہی تعلق دراصل تمدن کا سنگ بنیاد ہے اور تکمیلِ انسانیت کے لیے شادی کی ضرورت ہر قوم اور ہر زمانہ میں اہم رہی ہے۔ '' (۱۷)

نکاح کی ضرور ت و اہمیت:

اسلام میں نکاح کی بڑی اہمیت ہے۔ اسلام نے نکاح کے تعلق سے جو فکرِ اعتدال اور نظریہء توازن پیش کیا ہے وہ نہایت جامع اور بے نظیر ہے۔ اسلام کی نظر میں نکاح محض انسانی خواہشات کی تکمیل اور فطری جذبات کی تسکین کا نام نہیں ہے۔ انسان کی جس طرح بہت ساری فطری ضروریات ہیں۔ اسی طرح نکاح بھی انسان کی ایک اہم فطری ضرورت ہے۔ اس لیے اسلام میں انسان کو اپنی اس فطری ضرورت کو جائزاور مہذب طریقے کے ساتھ پوراکرنے کی اجازت ہے اوراسلام نے نکاح انسانی بقاء وتحفظ کے لیے ضروری بتایا ہے اسلام نے تو نکاح کو احساسِ بندگی اور شعورِ زندگی کے لیے عبادت سے تعبیر فرمایا ہے۔ آنحضرت ﷺنے نکاح کو اپنی سنت قرار دیا ہے۔

ارشاد نبویﷺ ہے

النکاح من سنّتی۔ ترجمہ :''نکاح کرنا میری سنت ہے۔'' (۱۸)

آنحضرت ﷺ نے نکاح کوآدھا ایمان بھی قرار دیا ہے

اِذَا تَزَوَّجَ الْعَبْدُ اِسْتَکْمَلَ نِصفَ الدِّیْنِ فَلْیَتَّقِ فِیْ النِّصْفِ الْبَاقِیْ

ترجمہ:'' جو کوئی نکاح کرتاہے تو وہ آدھا ایمان مکمل کرلیتاہے اور باقی آدھے دین میں اللہ سے ڈرتا رہے''۔ (۱۹)

نکاح انبیاء کرام کی بھی سنت ہے۔ ارشاد ربانی ہے

و**لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلاً مِّنْ قَبْلِکَ وَجَعَلْنَا لَہُمْ اَزْوَاجًا وَّ ذُرِّیَّۃً** ۔

ترجمہ:’’ اے محمد ﷺ)ہم نے آپ سے پہلے یقیناًرسول بھیجے اورانہیں بیویوں اور اولاد سے بھی نوازا"۔

اس ارشاد ربانی سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کرام بھی صاحبِ اہل وعیال رہے ہیں۔ارشاد نبوی اس طرح ہے حضرت ابوایوب انصاری فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺنے ارشاد فرمایا

رسولوں کی چار سنتیں ہیں:(۱) شرم و حیاکا خیال (۲) مسواک کا اہتمام (۳) عطر کا استعمال (۴) نکاح کا التزام۔ (۲۱)

نکاح کی اہمیت ان احادیث سے بھی واضح ہوتی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺنے فرمایا

"اے نوجوانو! تم میں سے جو نکاح کی ذمہ داریوں کو اٹھانے کی طاقت رکھتا ہے اسے نکاح کرلینا چاہئے کیونکہ نکاح نگاہ کو نیچا رکھتا ہے اور شرمگاہ کی حفاظت کرتا ہے (یعنی نظرکو بہکنے سے اور جذبات کو بے لگام ہونے سے بچاتا ہے) اور جو نکاح کی ذمہ داریوں کو اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا ہے اسے چاہئے کہ شہوت کا زور توڑنے کے لیے وقتاً فوقتاً روزے رکھے‘‘۔ (۲۲)

اسی طرح ایک مرتبہ جب بعض صحابہ کرامؓ نے عبادت و ریاضت میں یکسوئی و دلچسپی کے پیشِ نظر آنحضرتﷺ سے اپنی قوت شہوت کو ختم کردینے کی خواہش ظاہر کی تو آنحضرت ﷺنے ایسا کرنے سے منع فرمایا اور شادی نہ کرنے کو زندگی سے فرار اختیار کرنا قرار دیا۔ اس لیے کہ اسلام زندگی سے فرار کی راہ کو بالکل ناپسند کرتاہے۔ چنانچہ ارشاد نبوی ﷺہے

وَاللهِ اِنِّیْ لاَخْشَاکُمْ لِلّٰهِ وَاَتْقَاکُمْ لَہ وَلٰکِنِّیْ اَصُوْمُ وَاُفْطِرُ وَاُصَلِّیْ وَاَرْقُدُ وَاَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّی۔(۲۳)

ترجمہ: ’’بخدا میں تم سب سے زیادہ اللہ ے ڈرنے والا ہوں اور تم سب سے زیادہ اس کی ناراضگی سے بچنے والا ہوں (لیکن میرا حال) یہ ہے کہ میں کبھی نفل روزے رکھتا ہوں اور کبھی بغیر روزوں کے رہتا ہوں راتوں میں نماز پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور شادی بھی کرتا ہوں (یہ میرا طریقہ ہے) اور جو میرے طریقے سے منہ موڑے اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں‘‘۔

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 3 (3) July-Sept, 2017 pp:106-135
ISSN 2520-7121 (Online), ISSN 2520-7113 (Print)
www.gjmsweb.com, editor@gjmsweb.com

۔ اللہ نے نکاح میں انسان کے لیے بہت سے دینی ودنیاوی فائدے رکھے ہیں۔ مثلاً معاشرتی فائدے، خاندانی فائدے ،اخلاقی فائدے ،سماجی فائدے ،نفسیاتی فائدے غرضیکہ فائدوں اور خوبیوں کا دوسرا نام نکاح ہے۔انسان کو نکاح کے ذریعہ صرف جنسی سکون ہی حاصل نہیں ہوتا بلکہ قلبی سکون ذہنی اطمینان غرض کہ ہرطرح کا سکون میسر ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے

ھوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّجَعَلَ مِنْہَا زَوْجَہَا لِیَسْکُنَ اِلَیْہَا (۲۴)

ترجمہ: ''وہی اللہ ہے جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور پھر اسی کی جنس سے اس کا جوڑا بنادیا تاکہ وہ اس سے سکون حاصل کرے"۔

اس آیت سے عورت کی اہمیت معلوم ہوتی ہے کہ عورت مرد کے حق میں ایک انمول تحفہ ہے اورمرد کے لئے باعث سکون و اطمینان ہے لہٰذا جو مرد عورت کی قدر کرتا ہے وہ کامیاب اور پرسکون زندگی گزارتا ہے۔

سید کمال اللہ بختیارندوی لکھتے ہیں کہ

اگر انسان نکاح سے جو انسانی فطری ضرورت ہے منہ موڑنے کی کوشش کرتا ہے تو انسان کو خطرناک نتائج کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ نکاح کے بغیر سارا نظام درہم برہم ہوجاتا ہے۔ تاریخ میں چند استثنائی صورتوں اور چند مذہبی لوگوں کے افکار کے علاوہ دنیا میں ہمیشہ تمام انسان ہر زمانے میں شادی کو اہم ضرورت تسلیم کرتے آئے ہیں تاریخ کی روشنی میں شادی سے مستثنیٰ کبھی کوئی قوم مذہب اور ملت نہیں رہے ہیں۔ہر مذہب وملت میں مقررہ مراسم اور رواجات کے بغیر تعلقات مرد وعورت برے اوراخلاق سے گرے ہوئے سمجھے گئے ہیں اگرچہ ہر مذہب وملت میں شادی کے طور طریقے رسم و رواج الگ الگ رہے ہیں بحرحال شادی کی اہمیت پر سب متفق ہیں۔'' (۲۵)

طلاق بہار شریعت کی روشنی میں:

طلاق لغت میں چھوڑ دینے اور جدائی اختیار کرنے کو کہتے ہیں اصطلاح شرع میں مرد کا عورت کو مخصوص الفاظ کے ذریعہ قید نکاح سے رہا کر دینا ہے۔

طلاق دینے کا حق شوہر کو حاصل ہے، وہ اپنے حق میں با اختیار ہے کہ معقول اسباب کی بنا پر اپنا اختیار استعمال کرے اور اپنی منکوحہ سے دست بردار ہو جائے، لیکن اسلام طلاق کو ناپسند فرماتا ہے، نبی کریمﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَی اللهِ الطَّلَاقُ.(۲۶)

’’اللہ کے نزدیک حلال چیزوں میں سب سے ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔‘‘

اسی مفہوم کی ایک دوسری حدیث میں رسولِ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَا اَحَلَّ اللہُ شَیْئًا اَبْغَضَ اِلَیْهِ مِنَ الطَّلَاقِ. (۲۷)

’’اللہ نے جو چیزیں حلال کی ہیں ان میں سب سے نا پسندیدہ اس کے نزدیک طلاق ہے۔‘‘

ایک اور ارشادِ نبوی ہے:

تَزَوَّجُوْ وَلَا تُطَلِّقُوْا فَاِنَّ اللہَ لَا یُحِبُّ الذَّوَّاقِیْنَ وَالذَّوَّاقَات. (۲۸)

’’شادیاں کرو اور طلاق نہ دو اس لیے کہ اللہ تعالیٰ مزہ چکھنے والوں اور مزہ چکھنے والیوں کو محبوب نہیں رکھتا۔‘‘

اگر نکاح اور طلاق کا مقصد صرف اتنا ہے کہ خواہشاتِ نفسانی کی تکمیل ہو تو اسلام ہرگز ایسے نکاح کی حوصلہ افزائی نہیں کرتا، پھر میاں بیوی کے درمیان علیحدگی طلاق کے ذریعہ ہو یا خلع کے ذریعہ دونوں صورتیں اللہ کے نزدیک ناپسندیدہ اور مبغوض ہیں۔ رسولِ کائنات ﷺ نے عورتوں کے سلسلہ میں ارشاد فرمایا:

ایما امراۃ سئلت زوجھا طلاقا في غير ما باس فحرام عليها رائحة الجنة. (۲۹)

’’جو عورت بغیر کسی وجہ کے اپنے شوہر سے طلاق طلب کرے تو اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔‘‘

اس ارشادِ رسول کی روشنی میں پتا چلا کہ بغیر کسی وجہ شرعی کے طلاق دینا اور عورت کا طلاق طلب کرنا اللہ کی ناراضگی کا سبب ہے۔ اسلام نے مرد کو طلاق دینے کی آزادی دی ہے، مگر اس شرط کے ساتھ کہ طلاق کے علاوہ اور کوئی چارۂ کار نہ ہو۔ اس سلسلے میں قرآن مجید نے یہ تعلیم

دی ہے کہ اگر بیوی پسند نہ ہو تو جہاں تک ممکن ہو اس کے ساتھ نباہ کی کوشش کی جائے۔ ربِ کریم کا ارشاد ہے:

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّ يَجْعَلَ اللهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا.(۳۰)

ترجمہ:''اور ان سے اچھا برتاؤ کرو، پھر اگر وہ تمھیں پسند نہ آئیں تو قریب ہے کہ کوئی چیز تمھیں ناپسند ہو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھے۔"

مذکورہ آیت سے یہ سبق ملا کہ اگر بیوی بد اخلاق ہو یا قبول صورت نہ ہو تو طلاق دینے میں جلدی نہیں کرنی چاہیے، ممکن ہے کہ خالقِ کائنات اسی بیوی سے لائق اور نیک اولاد بخشے جو دنیا اور عقبیٰ کی بھلائی کا سبب بنے۔ حدیث شریف میں ہے:

عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لُبَيْدٍ قَالَ أخبر رَسُولُ اللهِ صلى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّم. عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ اِمْرَاته ثلث تَطليقَاتٍ جَمِيْعًا فَقَامَ غَضبَانَ ثُمَّ قَالَ اَيُلْعَبُ بِكِتَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَاَنَا بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ حَتّٰى قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَلَا اَقْتُلُه.''(۳۱)

ترجمہ :''محمود ابن لبید سے مروی ، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو خبر دی گئی کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دے دیں، تو آپ غضب ناک ہو کر کھڑے ہو گئے، پھر ارشاد فرمایا کیا اللہ کی کتاب کے ساتھ کھیل کیا جا رہا ہے، جب کہ میں تمہارے درمیان موجود ہوں، یہاں تک کہ ایک شخص نے اٹھ کر عرض کیا، یا رسول اللہ کیا میں اسے قتل نہ کر دوں؟"

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ایک ساتھ تین طلاقیں دینا شریعت کے خلاف ہے اور شریعت کی اس خلاف ورزی کی وجہ سے اللہ اور اس کے رسول کی ناراضگی کے ساتھ بسا اوقات بہت ساری دنیاوی دشواریوں اور رسوائیوں کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے، اگر ہم اسلام کے بتائے ہوئے قانون پر عمل کریں تو اللہ و رسول کی گرفت اور دنیاوی رسوائیوں سے بچ سکتے ہیں۔

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 3 (3) July-Sept, 2017 pp:106-135
ISSN 2520-7121 (Online), ISSN 2520-7113 (Print)
www.gjmsweb.com, editor@gjmsweb.com

میاں بیوی کے باہمی حقوق:

زوجہ کے حقوق:

درحقیقت خاندان ایک چھوٹامعاشرہ ہے جودوافراد یعنی میاں بیوی کے ذریعے قائم ہے اورمعاشرہ لوگوں کی کثرت کانام نہیں ہے بلکہ ان باہمی تعلقات کانام ہے جن کا ہدف ایک ہو۔قرآن کریم نے ان کے درمیان محبت والفت کاہدف اطمینان اورسکون کوقراردیاہے فرماتاہے

ومن آیاتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیھا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ ان فی ذلک لآیات لقوم یتفکرون۔

ترجمہ : ''اوراس کی آیات میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہارے نفوس سے تمہاری بیویاں پیداکیں تاکہ تم ان کے ساتھ سکون حاصل کرسکو اورتمہارے درمیان محبت ورحمت پیداکردی بیشک اس میں نشانیاں ہیں اس قوم کے لئے جوسوچتے ہیں۔"

اوریہ معاشرہ ایک ایسے عقد کے ذریعے وجودمیں آتاہے کہ جس میں نہایت واضح الفاظ کے ساتھ طرفین کی طرف سے اس بات کااظہارہوتاہے کہ وہ اس عقد کے مفہوم اوراس کے حقوق وفرائض کوقبول کرتے ہیں ۔

اللہ تعالی فرماتاہے :

فانکحوھن باذن اھلھن وآتوھن اجورھن بالمعروف محصنات غیر مسافحات

ترجمہ : ''پس مالکوں کی اجازت سے لونڈیوں سے نکاح کرو اوران کامہرحسن سلوک سے انہیں دے دوان سے جوعفت کے ساتھ تمہاری پابند رہیں کھلے عام زنانہ کریں۔"

اس اوردیگرآیات کی روشنی میں فقہا کے نزدیک باکرہ لڑکی کے لئے سرپرست کی اجازت شرط ہے تاکہ عورت کاشوہرکواختیارکرنے کاحق محفوظ رہے اوریہ اجازت اسکی ہتک حرمت کے لئے نہیں ہے بلکہ یہ ایک احتیاطی تدبیرہے تاکہ لڑکی کسی شخص سے نفسیاتی طورپرمتاثرہوکریاجذباتی لگاؤکی وجہ سے شادی کرنے میں جلدی نہ کرے۔ اجازت کے بعد عورت کادوسراحق مہرہے تاکہ اسے یہ احساس رہے کہ وہ مطلوبہ ہے نہ طالبہ یہ احساس اسے اس حیاسے بھی حاصل رہتاہے جواس کی جبلت میں ودیعت کی گئی ہے اوربیوی کومہردینے کامطلب یہ نہیں ہے کہ وہ شوہرکی غلام بن

گئی ہے بلکہ اللہ تعالی فرماتاہے : **وآتوالنساء صدقاتهن نحلة.** ترجمہ: "اورعورتوں کوان کے مہرخوشی خوشی دیدو۔"

بیوی ایسی شریک حیات ہے جس نے مرد کے ساتھ حقوق وفرائض پرمبنی مشترک زندگی کاعہد کررکھاہے ولهن مثل الذی علیهن بالمعروف...) اورعورتوں کے لئے شریعت کے مطابق اس کی مثل حق ہے جوان پرہے ۔

عورت کے حقوق کے سلسلے میں قرآن کے اس واضح موقف کے باوجود بعض دشمنان قرآن اس بارے میں قرآن پربعض ناروااتہامات لگاتے ہیں۔(۳۲)

مثال کے طورپرکہتے ہیں قرآن نے عورت پرپردہ واجب کرکے اس کی آزادی کو محدود کردیاہے، گھرکی سرداری مرد کے ہاتھ میں دے دی ہے اوروراثت میں مرد کوعورت سے دوگناحصہ دیاہے یہ لوگ جوحقوق زن کے سلسلے میں مگرمچھ کے آنسوبہاتے ہیں درحقیقت قرآن کے آسمانی کتاب اورشریعت اسلامیہ کامنبع ہونے پرطعن کرتے ہیں اوراشاروں میں کہتے ہیں یہ کتاب مقدس فرسودہ ہوچکی ہے اورترقی یافتہ دورکے تقاضے پورے نہیں کرتی ۔ لیکن تھوڑا ساغوروفکر کریں تویہ اعتراضات تارعنکبوت سے بھی زیادہ کمزور نظرآنے لگیں گے۔ لیکن اس کے لئے قرآن، اس کے طرزکلام اورعترت طاہرہ کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے کہ جوقرآن کے حقیقی ترجمان ہیں۔

آپ دیکھیں گے کہ قرآن نے اس وقت عورت کوانسانی حق دیاجب اسے بہت ہی پست اورگھٹیا سمجھاجاتاتھا اوراس میں کسی وشک شبہ کی گنجائش نہیں ہے جب کہ ادیان سماویہ کے علاوہ دیگرادیان عورت کوایک پست مادہ سے پیداہونے والی مخلوق سمجھتے تھے اورمرد کواعلی عنصرسے پیداہونے والا، بعض لوگ تویہاں تک کہنے لگے عورت پلیدگی سے پیداہوئی ہے اوراس کاخالق، خالق شرہے اوردورجاہلیت میں عرب عورت کوجانورسمجھتے تھے اوراسے انسانی صورت میں اس لئے پیداکیاگیاتاکہ مرد کی خدمت کرسکے اوراس کی جنسی خواہشات کوپوراکرسکے۔(۳۳)

مساوی ذمہ داریاں:

قرآن حکیم نے ان کھوکھلے عقائد کورد کیاہے اورزوردے کرکہاہے کہ اصل خلقت میں مرد وعورت برابرہیں نہ مردہی اعلی عنصرسے پیداہواہے اورنہ عورت گھٹیا عنصرسے بلکہ ایک ہی عنصریعنی مٹی سے اور ایک نفس سے پیداہوئے ہیں چنانچہ فرماتاہے :

یاایھاالناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منھا زوجھا وبث منھما رجالاکثیرا ونساء۔

ترجمہ: ''اے لوگوں اپنے اس رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک نفس سے پیداکیااوراسی سے جوڑا خلق کیااوران دوسے بہت سارے مرد اورعورتیں پھیلادئیے''۔

یوں قرآن کریم نے اصل پیدائش میں عورت کومرد کے برابرقراردے کراس کی شان بڑھادی اوراسے انسانی عزت فراہم کی۔

نیزقرآن ذمہ داری کے لحاظ سے بھی مرد اورعورت کومساوی سمجھتاہے۔ فرماتا ہے :

من عمل صالحا من ذکراوانثی وہومومن فلنحیینہ حیاۃ طیبۃ...

ترجمہ: ''جوبھی نیک عمل کرے مردہویاعورت درحالیکہ وہ مومن ہوپس ہم ضروراسے پاکیزگی عطاکریں گے۔''

لیکن مرد اورعورت کے پیدائش،شرافت اورذمہ داری میں برابرہونے کے باوجودان کے درمیان طبیعی اختلاف موجودہے جوان کے حقوق وفرائض کے اختلاف کاسبب بنتاہے لہذاعدل کاتقاضایہ ہے کہ مرد اوراس کے فرائض کے درمیان مساوات ہونہ مرد اورعورت کے حقوق وفرائض کے درمیان، وراثت میں مرد کوترجیح دیناانصاف کے خلاف نہیں بلکہ عین انصاف ہے مرد کے اوپرشادی کے آغازہی میں مہرہے اورپھرآخرتک اس کے اوپرنان ونفقہ واجب ہے اسی قرآن نے عورت پرحجاب کوواجب کرکے اس کی آزادی کومحدود نہیں کیابلکہ خود اسے اورمعاشرے میں اس کے احترام کومحفوظ کیاہے قرآن چاہتاہے کہ جب عورت معاشرے میں نکلے تومردوں کے جذبات کوبرانگیختہ نہ کرے لہذاپنی حفاظت کرے اوردوسروں کونقصان نہ پہنچائے۔

اورقرآن نے عورت کوفکر وعمل کاحق بھی دیاہے اورسے ممکن حقوق دئیے ہیں لہذا عورت کوحق ہے کہ مالک نے،ہبہ کرے، رہن رکھے، بیچے خریدے وغیرہ وغیرہ اسی طرح اسے حق تعلیم بھی

حاصل ہے پس عورت اعلی علمی مراتبے تک پہنچ سکتی ہے اورقرآن نے عورت پرظلم وزیادتی کوبھی ناحق قراردیاہے۔

قرآن ہمارے لئے فرعون کی بیوی آسیہ کی مثال پیش کرتاہے جس نے تنگ فضا کے باوجود اپنے عقیدہ توحید کی حفاظت کی اورقابل تقلید نمونہ ٹھہریں۔(۳۴)

فرماتاہے :

وضرب اللہ مثلا للذین آمنوا، امراۃ فرعون اذ قالت رب ابن لی عندک بیتا فی الجنۃ ونجنی من فرعون وعملہ ونجنی من القوم الظالمین

ترجمہ: ''اوراللہ نے مومنین کے لئے مثال بیان کی ہے فرعون کی بیوی کی جب اس نے کہا میرے پروردگار میرے لئے اپنے وہاں جنت میں ایک گھربنااورمجھے فرعون اوراس کے عمل سے نجات دے اورمجھے ظالم قوم سے بخش۔"

یہ ایسا قطعی موقف ہے جس میں کوئی لچک نہیں ہے اوریہ مومن آل فرعون کے نرم اورمتواضع موقف سے مختلف ہے۔ یوں قرآن نے ہمیں یہ بھی بتایاہے اگرعورت ایمان اورفکرسلیم رکھتی ہوتوکس قدرمضبوط اورپختہ ارادے کی مالک ہوسکتی ہے اوراس کے برعکس نوح کی بیوی کی مثال ذکرکی ہے جوراہ ہدایت سے بھٹک کرجذبات وخواہشات کاشکارہوگئی۔ اورسنت نبویہ نے بھی عورت کے ماں یابیوی کی حیثیت والے حقوق کوخاص اہمیت دی ہے پیغمبر فرماتے ہیں :

مازال جبرئیل یوصینی بالمراۃ حتی ظننت انہ لاینبغی طلاقھاالامن فاحشۃ مبینۃ۔

ترجمہ: "جبرئیل مجھے مسلسل عورت کے بارے میں وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ میں یہ سمجھنے لگاکہ اسے طلاق دیناجائزنہیں ہے مگرکھلی بے حیائی کے بعد۔۔

اورپھرشوہرپرعورت کے تین بنیادی حقوق بیان کئے گئے ہیں اسے وافرخوراک مہیاکرنا، اس کے شایان شان لباس دینااوراس کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔(۳۵)

حدیث میں ہے :

حق المراۃ علی زوجھا: ان یسد جوعھا وان یسترعورتھاولایقبح لھاوجھا۔

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 3 (3) July-Sept, 2017 pp:106-135
ISSN 2520-7121 (Online), ISSN 2520-7113 (Print)
www.gjmsweb.com, editor@gjmsweb.com

ترجمہ: ’’عورت کاشوہرپرحق ہے کہ اس کی بھوک کاسدباب کرے اس کے جسم کوڈھانپے اوراس کے ساتھ ترش روئی سے پیش نہ آئے۔‘‘

دیکھئے اس حدیث نے بیوی کے حقوق کولباس اورخوراک جیسی مادی ضروریات تک محدود نہیں کیابلکہ اس کے ساتھ سات اسے حسن سلوک کاحق بھی دیا ہے اورعورت شریک حیات ہے لذااس کے ساتھ وسیلہ خدمت جیسا سلوک کرنایاتحکمانہ رویہ اپنانا کسی طرح بھی صحیح نہیں ہے۔اورپیغمبر نے عورت کے ساتھ انسانی سلوک کرنے کاحکم دیاہے اوریہ کہ اگرشوہراس کی رائے کوقبول نہ کرناچاہتاہوتب بھی اس سے مشورہ کرے اورعقل وشرع دونوں اس پرزوردیتے ہیں۔

عورت کاایک اورمعنوی حق جواس کے مادی حقوق کی تکمیل کرتاہے یہ ہے کہ اس کااحترام کرے اس کی قدردانی کرے، اس سے بات کرتے وقت مہذب جملوں کاانتخاب کرے،گھرکے اندراطمینان کی فضاقائم کرے اورمحبت کی شمع روشن کرے پیغمبر فرماتے ہیں

قول الرجل للمراۃ: انی احبک، لایذھب من قلبھاابدا۔

ترجمہ:’’مرد کاعورت سے یہ کہناکہ میں تم سے محبت کرتاہوں عورت کے دل سے کبھی نہیں جاتا‘‘۔

امام زین العابدین اوپرذکرکئے گئے حقوق کی تاکیدکرتے ہوئے فرماتے ہیں :

واما حق زوجتک، فان تعلم اناﷲ عزوجل جعلھالک سکنا وانسا، فتعلم ان ذلک نعمۃ من ﷲ عزوجل علیک،فتکرمھا،وترفق بھا، ان کان حقک علیھا اوجب، فان لھا علیک ان ترحمھا، لانھا اسیرتک ،وتطعمھاوتکسوھا،واذا جھلت عفوت عنھا .

ترجمہ:’’بہرحال بیوی کاحق تومعلوم ہی ہوناچاہئے کہ ﷲ تعالی نے اسے تمہارے لئے باعث انس وسکون بنایاہے اوروہ تم پرﷲ کی ایک نعمت ہے اس کااحترام کرو اوراس کمے ساتھ نرمی سے پیش آؤاگرچہ تمہارا حق اس پرزیادہ ضروری ہے لیکن عورت کابھی حق ہے کہ تم اس پررحم کرو کیونکہ وہ تمہاری مطیع وپابند ہے،اس لباس وطعام فراہم کرو اوراگرکسی جہالت کاارتکاب کرے تواسے معاف کرو‘‘۔

اورعورت کااحترام کرنا،اس کی معمولی لغزشوں کومعاف کردیناہی رشتہ زوجیت کوبرقراررکھنے کی واحدضمانت ہے اوریہی اس کے لئے مثالی راستہ ہے اوران چیزوں کاخیال رکھنے بغیرخاندانی عمارت ریت کے گھروندے کی طرح بے ثبات ہے اوراسی وجہ سے طلاق کے اکثرواقعات کاسبب معمولی

ہوتاہے چنانچہ ایک قاضی نے میاں بیوی کے چالیس ہزرا اختلافی واقعات کونمٹانے کے بعدکہاتھا''میاں بیوی کے دل میں ہرقسم کی بدبختی دونوں کاکردار ہوتاہے۔(۳۶)

اگرمیاں بیوی صبرکادامن تھامے رکھیں اورلاشعوری طور پرسرزد ہونے والی غلطیوں سے چشم پوشی کرلیں توازدواجی زندگی کوبرباد ہونے سے بچایاجاسکتاہے۔ امام زین العابدین اپنے رسالہ حقوق میں اس پرمزید روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:

واماحق رعیتک بملک النکاح، فان تعلم ان اللہ جعلھا سکناومستراحا وانساوواقیۃ، وکذالک کل واحدمنکما یجب ان یحمداللہ علی صاحبہ، ویعلم ان ذلک نعمۃ منہ علیہ، ووجب ان یحسن صحبۃ نعمۃ اللہ ویکرمھاویرفق بھا،وان کان حقک علیھا اغلظ وطاعتک بھاالزم،فیما احببتوکرھت مالم تکن معصیۃ فان لھا حق الرحمۃ والموانسۃ ولاقوۃ الاباللہ ۔

ترجمہ: ''نکاح کے ذریعے تمہاری رعایہ بننے والی کاحق تویہ تمہیں معلوناہوناچاہئے کہ اللہ تعالی نے اسے تمہارے لئے سکون،استراحت،انس اوراطمینان کاذریعہ بنایاہے لذا تم میں سے ہرایک کواپنے ساتھی کے حصول پرخدائے تعالی کی حمدکرنی چاہئے اورباورکرناچاہئے کہ یہ اللہ تعالی کی طرف سے اس پرایک نعمت ہے پس اللہ کی نعمت کے ساتھ حسن سلوک کرناچاہئے، اس کی عزت اورقدردانی کرنی چاہئے اوراس کے ساتھ اچھارویہ اپناناچاہئے اگرچہ اس پرتمہارا حق زیادہ ہے اورپسند ناپسندمینمعصیت الہی کومدنظررکھتے ہوئے اس کے لئے تمہاری اطاعت کرناضروری ہے کیونکہ اس کابھی انس وشفقت کاحق ہے اوراللہ کے سواکوئی صاحب قدرت نہیں ہے۔''

ان سطور پر غورکرنے سے پتہ چلتاہے کہ رشتہ ازدواج ایک عظیم نعمت ہے اوراس پرہمیں شکرخداوندی کرناچاہئے اوراس کے ساتھ نرمی اورحقیقی صداقت کارویہ اپناکرشکرکاعملی ثبوت فراہم کیاجاناچاہئے۔ اوراگرخاونداس کے ساتھ ترش روئی سے پیش آئے اورہروقت اسے جھڑکتارہے توآہستہ آہستہ محبت ومودت کی رگیں کٹتی چلی جائیں گی اورآخرکار یہ چیز چھری کی دھار کی طرح ازدواج کے اس مقدس رشتے کوکاٹ دے گی۔(۳۷)

امام صادق اس روش کوبیان کرتے ہیں :

جس کے ذریعہ شوہراپنی بیوی کوخوش رکھ سکتاہے اورمحبت کی رسی کوٹوٹنے سے بچاسکتاہے فرماتے ہیں

لاغنی بالزوج عن ثلاثة اشیاء فیما بینہ وبین زوجتہ،وہی : الموافقة، لیجتلب بهاموافقتها ومحبتها وهواها، وحسن خلقہ معها، واستعمالہ استعمالة قلبها بالهیة الحسنة فی عینها وتوسعتہ علیها .

ترجمہ: ’’شوہرکے لئے اپنے اوربیوی کے معاملات میں تین چیزوں کاخیال رکھناضروری ہے ہم آہنگی تاکہ اس کے ذریعے بیوی کی محبت اوردلی جھکاؤ کوحاصل کرسکے،اس کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آنا اوراپنے دلی میلان کااس طرح استعمال کرناجواسے اچھالگے اوراس پرکھلے دل سے خرچ کرنا‘‘۔

اس چیزپرتنبیہ کرناضروری ہے کہ یہ فرامین ہوامیں بکھرے ہوئے خالی الفاظ نہیں ہیں کہ جنہیں آئمہ نصیحت کرتے وقت زبان پرجاری کرتے تھے بلکہ انہوں نے عملی طورپرانجام دے کربتایاہے اوران کے یہاں علم وعمل میں کوئی جدائی نہیں ہے۔

حسن بن جہم روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوالحسن کوخضاب لگائے ہوئے دیکھا توعرض کیاآپ پرقربان ہوجاؤں آپنے خضاب لگایاہے :

فقال : نعم، ان التهیة ممایزیدفی عفة النساء، ولقدترک النساء العفہ بترک ازواجهن التهیة... ایسرک ان تراها علی ماتراک علیہ اذا کنت علی غیرتهیة؟ قلت: لا، قال : فهوذلک.

ترجمہ: ’’توفرمایاہاں ایسی چیزوں کواہمیت دینے سے عورت کی پاکدامنی اضافہ ہوتاہے اورشوہروں کے ان چیزوں کوترک کردینے کی وجہ سے بیویاں اپنی عفت ترک کردیتی ہیں کیاتجھے اچھالگے گاکہ اگرتوتیارنہ ہوتووہ بھی تیارنہ ہواورگندی ہومیں نے کہانہیں فرمایا: وہ بھی ایسے ہی ہے ۔‘‘

ازدواجی زندگی کامرکزی نقطہ دلی میلان ہے لہذا بیوی کے حق کاخیال رکھتے ہوئے اس کے قلبی میلان کوحاصل کرنے کی کوشش کی جائے کیونکہ عدم توافق ازدواجی زندگی میں رخنہ اندازی کاایک بڑاسبب ہے صحیح ہے کہ اسلام میں شادی محض جنسی شہوت کوسیرکرنے کانام نہیں ہے بلکہ اس کا ہدف ایسی صالح اولاد کاپیداکرناہے جس کی وجہ سے زندگی مستمررہے ورنہ توجنسی خواہشات کاسیرکرنااس کے لئے ایک ذریعہ ہے لیکن اس کامطلب یہ بھی نہیں ہے کہ بیوی کے حق میں کوتاہی

کرے بلکہ شریعت اسلامی چارماہ سے زیادہ عرصے تک مباشرت نہ کرنے کوجائز قرار نہیں دیتی۔(۳۸)

شوہرکے حقوق:

کشتی ازدواج کوکامیابی کے ساحل تک پہنچانے کے لئے اس کے ناخدا کوپورے پورے حقوق دیناضروری ہیں اورشاید خدائے تعالی کی طرف سے شوہرکو عطاکیاگیاپہلاحق حاکم ہوناہے فرماتاہے

الرجال قوامون علی النساء بمافضل اللہ بعضھم علی بعض وبماانفقوا من اموالھم۔

ترجمہ: ''مرد عورتوں پرحاکم ہیں کیونکہ خدانے بعض کو بعض پرفضیلت دی ہے اورمردوں نے اپنامال خرچ کیاہے۔‘‘

اورمرد کویہ حق حاکمیت اس کی پیدائشی بالادستی اوراخراجات برداست کرنے کی وجہ سے حاصل ہواہے لیکن مرد کے حاکم ہونے کامطلب یہ نہیں ہے کہ کلی طور پر عورت پرمسلط ہو تاکہ وہ اپنی ذمہ داریوں کوچھوڑ کراس کے ساتھ بے جاسختی کرنے لگے کیونکہ یہ چیزعورت کے حسن سلوک والے حق سے متصادم ہے کہ جسے قرآن نے صراحت کے ساتھ ذکرکیاہے :

وعاشروھن بالمعروف ترجمہ: ''اوران کے ساتھ اچھے طریقے سے زندگی گزارو۔‘‘

بلاشک اسلام نے عقلی اورشرعی لحاظ سے جائز تمام کاموں میں بیوی کوشوہرکی اطاعت کرنے کاحکم دیاہے لیکن اسلام اس چیزکوپسند نہیں کرتاکہ حاکمیت کوبیوی کوذلیل کرنے اوراس کی ہتک حرمت کے لئے ہتھیار کے طورپراستعمال کرے۔

یہ درست ہے کہ عورت پرسب سے زیادہ حق شوہرکاہے لیکن اس حق کی صحیح تشریح کرنی چاہئے اوراس کی ایسی تشریح نہیں کرنی چاہئے کہ جس کانتیجہ بیوی کوذلیل کرنا ہو۔ عورت ایک نرم ونازک پھول ہے ہرقسم کی سختی اوردر شتی سے یہ مرجھاجاتاہے اوراسے ایک ایسی باڑ کی ضرورت ہے جوآندھیوں سے محفوظ رکھے تاکہ یہ خوشبو پھیلاتارہے اورمہکنے کے موسم میں بے رونق نہ ہوجائے وہ باڑ وہ مردہے جس میں قربانی کی قوت ہے اورہمہ وقت اس کے لئے تیاررہتاہے۔شوہرکادوسراحق یہ ہے کہ وہ جب چاہے بیوی اسے اپنے آپ پرقدرت دے سوائے ان استثنائی طبیعی حالات کے جوحواکی ہربیٹی پرآتے ہیں۔

پیغمبر فرماتے ہیں :

ان من خیر(نسائکم)الولود الودود،والستیرۃ(العفیفہ)،العزیزۃ فی اھلھاالذلیلۃ مع بعلھا، الحصان مع غیرہ، التی تسمع لہ وتطیع امرہ، اذا خلابھا بذلت ماارادمنھا۔

ترجمہ: ''بہترین بیوی وہ ہے جوبچے پیداکرے۔ محبت کرے اپنے گھرمیں عزیزاورشوہرکی فرمانبردارہو،نیز شوہرکے سامنے پاکدامن ہو، شوہرکی بات سنتی ہو اوراس کی اطاعت کرتی ہواورجب شوہرکے ساتھ تنہائی میں ہوتووہ جو چاہے اسے دیدے۔''

نیزفرماتے ہیں :

خیرنسائکم التی اذا دخلت مع زوجھا خلعت درع الحیاء۔

ترجمہ:ب''ہترین بیوی وہ ہے جوشوہرکے ساتھ ہوتواس سے اسکی کو ئی چیز پو شیدہ نہ ہو۔'' (۳۹)

اوردیگرایسی احادیث ہیں جن میں بیوی کوشوہرکے بسترسے الگ ہونے سے منع کیاگیاہے اورایساکرنے پردنیاہی میں اسے اس کابدلہ ملتاہے اوروہ جب تک شوہرکے پاس نہیں آجاتی فرشتے اس پرلعنت کرتے رہتے ہیں۔

نیز بیوی کے لئے ضروری ہے کہ شوہرکااحترام کرے اورعہد عشق ومحبت میں اس کے ساتھ پوری طرح شریک رہے پیغمبر فرماتے ہیں :

لوامرت احدا ان یسجد لاحد لامرت المراۃ ان تسجد لزوجھا .

ترجمہ: ''اگرمیں کسی کوکسی دوسرے کاسجدہ کرنے کاحکم دیتاتوبیوی کواپنے شوہر کا سجدہ کرنے کاحکم ضروردیتا۔''

پیغمبر کے ان فرامین کی روشنی میں بیوی کے لئے ضروری ہے کہ شوہرکے ساتھ بہت لطیف اورنرم رویہ رکھے اورایسے ایسے الفاظ سے مخاطب کرے جواس کے دل میں اترکراس کے چہرے پررونق بکھیردیں بالخصوص جب وہ سارے دن کے کام کاج سے تھکاماندا واپس آتاہے توبیوی کواس کایوں استقبال کرناچاہئے کہ اس کاچہرہ ہشاس بشاش ہوجائے اوراس پراپنی سب خدمات نچھاور کردینی چاہئے،یوں عورت شوہرکی خوشنودی حاصل کرنے میں کامیاب ہوسکتی ہے پیغمبر کافرمان ہے کہ :

فطوبی لامراۃ یرضی عنھا زوجھا

ترجمہ: ’’اس عورت کے لئے خوشخبری ہے جس کاشوہراس سے راضی ہو۔‘‘ (۴۰)

حوالہ جات

(۱)۔تاریخ ہندوستان، ابوریحان البیرونی ، صفحہ نمبر ۲۰۳۔

(۲) ۔پردہ ، سید ابو الاعلیٰ مودودی ، صفحہ نمبر ۱۰، اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ، لاہور،

(۳)۔صحیح البخاری، کتاب النکاح ، باب الترغیب فی النکاح۔

(۴)۔مشکوٰۃ المصابیح کتاب النکاح۔

(۵) ۔الرعد :۳۸۔

(۶)۔ترمذی، بحوالہ اسلامی معاشرہ ،مولانا یوسف اصطلاحی ، صفحہ نمبر ۶۔

(۷)۔بخاری ، کتاب النکاح، باب قول النبی ﷺ مَنِ السْتَطَاعَ مِنْکُمْ

(۸) ۔بخاری ، بحوالہ اسلامی معاشرہ ،مولانا یوسف اصطلاحی ، صفحہ نمبر۶۳۔

(۹) ۔الاعراف:۲۰۔

۔اسلام میں نکاح کی اہمیت، از:سید کمال اللہ بختیار ندوی، لکچرر شعبہء عربی دی نیوکالج

(۱۰) چینائی۔

(۱۱)۔ہفت روزہ تکبیر ۱۹ دسمبر ۱۹۹۶ء ؁۔

(۱۲)۔ہفت روزہ تکبیر ۶ستمبر ، ۱۹۹۷ء ؁۔

(۱۳)۔ہفت روزہ تکبیر ۱۷مارچ ، ۱۹۸۸ء ؁۔

(۱۴) ۔نکاح کے مسائل ، محمد اقبال کیلانی، صفحہ نمبر۱۴۔۱۵

(۱۵)۔المؤمنون: ۵۔۷۔

(۱۶)۔عورت جنسی تفریق اور اسلام، احمد، ص۳۸۔۳۷، دستاویز مطبوعات، مشعل لاہور، پاکستان۔

(۱۷)۔تاریخ ہندوستان، ابوریحان البیرونی ، صفحہ نمبر ۲۰۳۔

(۱۸)۔پردہ ، سید ابو الاعلیٰ مودودی ، صفحہ نمبر ۱۰، اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ، لاہور،

(۱۹)۔صحیح البخاری، کتاب النکاح ، باب الترغیب فی النکاح۔

(۲۰)۔مشکوٰۃ المصابیح کتاب النکاح۔

(۲۱) ۔الرعد :۳۸۔

(۲۲)۔ترمذی، بحوالہ اسلامی معاشرہ ،مولانا یوسف اصطلاحی ، صفحہ نمبر ۶۔

(۲۳)۔بخاری ، کتاب النکاح، باب قول النبی ﷺ مَنِ السْتَطَاعَ مِنْکُمْ

(۲۴)۔بخاری ، بحوالہ اسلامی معاشرہ ،مولانا یوسف اصطلاحی ، صفحہ نمبر۶۳۔

(۲۵) ۔الاعراف:۲۰۔

اسلام میں نکاح کی اہمیت، از:سید کمال اللہ بختیار ندوی، لکچرر شعبہء عربی دی نیوکالج

(۲۶)۔ چینائی۔

(۲۷)۔ سنن أبو داؤد، ج:۱، ص:296، رشیدیہ، دہلی.

(۲۸)۔سنن أبي داؤد، ص:296

(۲۹)۔ جامع صغیر مع فیض القدیر ثالث، ص:242.

(۳۰)۔ سنن ابن ماجه ، باب کراهية الخلع للمرأة، ص:145۔

(۳۱)۔ ، سورة النسآء، رکوع 14، آیت:19۔

(۳۲)۔رواه النسائي، مشکوٰة المصابيح، باب الخلع والطلاق، ص:284۔

(۳۳)۔ بہار شریعت، حصہ ہفتم ص:25۔

(۳۴)۔ ایضاً: ص :32۔

(۳۵)۔ ایضاً: ص :45،49۔

(۳۶)۔ ایضاً: ص :57۔

(۳۷)۔ ایضاً: ص :59۔

(۳۸)۔ ایضاً: ص :68۔

(۳۹)۔ ایضاً: ص :69۔

(۴۰)۔ ایضاً: ص :72۔

مصادر و مراجع

۱۔ القرآن الکریم۔

۲۔ احمد بن حنبل، امام، مسند، مصر، طبع قدیم۔

۳۔ احمد،عورت جنسی تفریق اور اسلام، دستاویز مطبوعات، مشعل لاہور، پاکستان۔

۴۔ الازہری، پیر، محمد کرم شاہ، ضیاء النبی، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور ۱۴۱۸ھ سنہ۔

۵۔ بخاری، ابو عبد اللہ، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، ایچ۔ ایم۔ سعید کمپنی، کراچی۔

۶۔ ترمذی، امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، سنن ترمذی ، مطبوعہ دار الفکر، بیروت، ۱۴۱۴ھ

۷۔ حسین ازہر،حافظ، اسلامی اجتماعیت میں خاندان کا کردار،

۸۔ جلال الدین عمری،اسلام کا عائلی نظام، اسلامک ریسرچ اکیڈمی، کراچی، ۲۰۰۷ء سنہ۔

۹۔ خالد علوی ،ڈاکٹر ، اسلام کا معاشرتی نظام، الفیصل تاجران و ناشران، غزنی سٹریٹ لاہور، ط:۲۰۰۵ء۔

۱۰۔ ابو داؤد، سلیمان بن اشعث،سجستانی، سنن ابوداؤد:۴۵۹۹، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت، طباعت، ۱۴۱۴ھ

۱۱۔ طاہر حمید تنولی، ڈاکٹر ،اسلام میں خواتین کے حقوق ، منہاج القرآن پبلیکشنز

۱۲۔ عبد الحمید دہلوی، سیرتِ محبوبِ کائنات، مکتبہ اسلامیہ، اردو بازار لاہور،

۱۳۔ قشیری، مسلم بن حجاج، امام، الجامع الصحیح المسلم، قدیمی کتب خانہ کراچی۔

۱۴۔ بہار شریعت،محمد امجد علی،ضیاء القران پبلی کیشنز لاہور،جنوری ۲۰۱۵ سنہء

۱۵۔ ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید ماجہ، السنن، مجتبائی، دہلی (طبع کلاں

۱۶۔ مبشر حسین، حافظ، خوشگوار گھریلو زندگی، مبشر اکیڈمی، اردو بازار لاہور، پاکستان، دسمبر ۲۰۰۵ء سنہ۔

۱۷۔ مودودی، سید، ابو الاعلیٰ، پردہ ، اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ، لاہور، ۱۹۸۰ء سنہ۔

۱۸۔ ولی الدین، محمد بن عبد اللہ، الخطیب، مشکوٰۃ المصابیح، ایچ۔ایم۔ سعید، کراچی۔